



بعد از موت نماز و روزہ کے فدیہ کے تفصیلی احکام

تفاسیر الاحکام لفدیۃ الصلوۃ والصیام

۱۳۱۶ھ

تصنیف لطیف

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

تفاسیر الاحکام لفقديۃ الصلوة والصيام

۱۳

ھ

۱۶

(بعد از موت نماز و روزہ کے فدیہ کے تفصیلی احکام)

www.elahiazraanetwork.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الله رب محمد صلی علیہ وسلم

مسئلہ ۲۳۶ از پٹنہ محلہ لودی کٹرہ مسئلہ قاضی محمد عبدالوحید صاحب فردوسی ۱۰ صفر ۱۳۱۶ھ

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں :

(۱) موتی کے روزہ کا فدیہ جو فقہ کی کتابوں میں نصف صاع گھیوں یا ایک صاع جو نکھا ہے ، اس وزن کی تطبیق اس ہندوستان کے کس وزن کے برابر کی گئی ہے ، کتب فقہ میں جو فی روزہ دو سیر گھیوں یا چار سیر جو نکھا ہے وہ بنیوں گندے کے حساب سے ہے یا انیس گندے کے ؟ غرض پٹنہ ضلع میں اگر کوئی شخص فدیہ دینا چاہے تو وہ کس وزن سے فی روزہ دے گا ؟

(۲) چاول کا حساب کس چیز میں ہوگا گھیوں یا جو میں ؟ یعنی فی روزہ چاول مثل گھیوں کے ۲ شمار یا مثل جو کے ۴ شمار دیا جائے گا ؟ اور اگر چاول دیا جاسکتا ہے تو کل اقسام کے چاول ایک ہی حساب میں ہیں یا باسمتی ، سلیہا ، جو شانہ مثل گھیوں کے اور موٹا چاول مثل جو کے ہے ؟

- (۳) دھان مثل جو کے فی روزہ ۴ ماروے سکتے ہیں یا نہیں؟
- (۴) فدیہ روزہ کا اگر کسی کے ذمہ بہت سا باقی ہے تو وہ کل بیک دفعہ بیک وقت ادا کرے یا بدفعات جزو جزو کر کے دے سکتا ہے مثلاً زید متوفی کے ذمہ ۳۰ روزوں کا فدیہ باقی ہے تو یہ ۶۰ شام گہیوں بیک دفعہ بیک وقت دینا چاہئے یا ایک ایک دو دو کر کے ادا کر دینے کا مجاز ہے کہ نہیں؟ اس میں ایک صورت یہ بھی نکلتی ہے کہ اگر زید کے ذمہ ایک ہی روزہ کا فدیہ باقی رہے تو وہ اس دوسیر گہیوں کو پاؤ پاؤ کر کے ۸ دفعہ یا آدھ آدھ سیر کر کے ۴ دفعہ دے سکتا ہے یا نہیں؟
- (۵) متعدد روزوں کا فدیہ کل ایک ہی دن ایک شخص کو دے سکتے ہیں یا روز روز دوسرے دوسرے کو دینا چاہئے؟ مثلاً زید متوفی کے ذمہ دس روزوں کا فدیہ چاہئے تھا اگر یہ ادا کیا جائے تو کل ایک ہی شخص کو ایک ہی دن بیک وقت بیک دفعہ دے دے یا ایک ہی آدمی کو دس روز پیہم دے یا ایک ہی دن میں دس آدمیوں کو دے دے یا دس روز کر کے دوسرے دوسرے کو دے، اس کی چار شکلیں نکلیں، وہو ہذا:
- شکل اول: ایک ہی دن ایک شخص کو کل دسوں روزوں کا بیک دفعہ بیک وقت دیا جائے۔
- شکل دوم: ایک ہی آدمی کو دس روزوں تک برابر دیا جائے۔
- شکل سوم: ایک ہی دن میں دس آدمیوں کو دیا جائے۔
- شکل چہارم: دس روز کر کے دس آدمیوں کو دیا جائے — یہ چاروں شکلیں جائز ہیں یا نہیں؟
- (۶) اس کے مستحق کون کون اشخاص ہیں؟ سید کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اقربا میں جو لوگ غریب ہیں ان کو دینے کا حکم ہے یا نہیں؟ گھر کے نوکر چاکر کو اگر دیں اور مشاہیرہ یا کھانے میں وضع نہ کریں تو جائز ہے یا نہیں؟
- (۷) غلہ دینا بہتر ہے یا اس کی قیمت باندھ کر جو اس زمانہ میں نرخ بازار ہو، کون زیادہ مناسب ہے؟ اور نقد روپیہ کا بھی کل وہی حکم ہے جو غلہ کا ہے یا فرق ہے؟
- (۸) اگر کسی غریب کے ذمہ روپیہ قرض کا باقی ہے اور فدیہ پانے کا مستحق ہے تو روپیہ فدیہ میں روزے کے دے سکتا ہے یا نہیں؟
- (۹) فدیہ ادا کرتے وقت یہ لفظ کہنا چاہئے کہ یہ غلہ یا نقد فلاں کے روزہ کا فدیہ ہے یا انما الاعمال بالنیات (اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ ت) کافی ہے؟

(۱۰) شیخ فانی اور موتی کے فدیہ کے احکام میں کوئی فرق ہے یا دونوں کا ایک گم ہے اور اگر فرق ہے تو وہ کونسا فرق ہے؟
 (۱۱) اگر اپنی زندگی میں ہی روزہ قضا شدہ کا فدیہ کوئی شخص دے دے حالانکہ وہ شیخ فانی نہیں ہے تو وہ روزہ اس سے ساقط ہوگا یا نہیں؟

(۱۲) اگر زید نے انتقال کیا اور اس کے ذمہ روزہ فرض باقی رہ گیا ہے تو اس کے وارث یا اقربا اُس روزہ کے بدلے میں روزہ رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ بیعتوا توجروا

الجواب

(۱) وزن بلاد میں مختلف ہوتے ہیں لہذا ہم تولوں اور انگریزی روپوں کا حساب بتاتے ہیں کہ ہر شخص اپنے یہاں کے وزن رائج کو بآسانی اس سے تطبیق دے سکے۔ ایک روزہ یا ایک نماز کا فدیہ یا کفارہ میں ایک مسکین کی خوراک یا ایک شخص کا صدقہ فطریہ سب گہروں سے نیم صاع اور جو ہے ایک صاع ہے۔ صاع دو سو ستر تولے ہے، نیم صاع ایک سو پینتیس تولے۔ تولہ بارہ ماشہ، ماشہ آٹھ رقی، رقی آٹھ چاول۔ انگریزی روپیہ ستر رائج سوا گیارہ ماشہ ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

اعلم ان الصاع اربعة امداد و السمد معلوم ہونا چاہئے کہ صاع چار امداد اور مد چالیس استار
 بالکاستاس اسبعون والاستاس یکس (الوجہ) در استار (ہر پکڑ کے ساتھ) ساڑھے چار مثقال
 بالمشاقیل اسبعة ونصف کذا فی شرح در البیاض ص ۱۰۰ ہے، جیسا کہ شرح در البحار میں ہے (مخصوصاً ص ۱۰۰)
 صاع چار مد ہے اور ہر مد چالیس استار اور ہر استار ساڑھے چار مثقال، تو ہر مد ایک سو اسی
 مثقال ہوا اور مثقال ساڑھے چار ماشہ ہے و لہذا درہم شرعی کہ مثقال کا چھ سات عشر ہے۔
 فی الدر المختار کل عشرة درہم وزن در مختار میں ہے ہر دس درم بوزن سات مثقال
 سبعة مثاقیل ہے

پچیس رقی اور پانچواں حصہ رقی کا ہوا یعنی ۳ ماشہ ۱/۳ سرخ۔ جو ابراہیم الاخطاوی میں ہے؛
 الدرہم الشرعی خمس وعشرون حبة و درہم شرعی پچیس رتیاں اور رقی کا پانچواں حصہ
 خمس حبة ہے (ت)

۸۳/۲	مصطفیٰ البابی مصر	باب صدقۃ الفطر	لہ ردالمحتار
۱۳۴/۱	مجتبائی دہلی	باب زکوۃ المال	لہ الدر المختار
۲۲ ص		کتاب الزکوۃ (قلی نسخہ)	لہ الجواہر الاخطاوی

کشف الغطاء میں ہے :

بدانکہ معتبر نزد ما صاع عراقی ست و آن ہشت
 رطل ست، و رطل بیت استار، و استار چار و
 نیم مثقال، و مثقال بیت قیراط و قیراط یک جبہ و
 چہار خمس جبہ، و جبہ کہ آزار بفارسی سرخ گویند ہستم
 حصہ ماشہ است، پس مثقال چار و نیم ماشہ
 باشد۔

واضح رہے ہمارے نزدیک عراقی صاع معتبر ہے اور
 وہ آٹھ رطل ہے، رطل میں استار کا ہوتا ہے اور
 استار ساڑھے چار مثقال کا، مثقال میں قیراط کا
 اور قیراط ایک اور جبہ کے چار خمس کا ہوتا ہے، اور جبہ
 جسے فارسی میں سرخ کہا جاتا ہے وہ ماشہ کا
 آٹھواں حصہ ہوتا ہے، لہذا اب مثقال ساڑھے چار
 ماشے قرار پایا۔ (ت)

اسی حساب سے دو سو درم نصاب فضہ کے ساڑھے باون تولہ اور بیس مثقال نصاب ذہب کے
 ساڑھے سات تولے ہوتے ہیں، پس چارم صاع کی مقدار آٹھ سو دس ماشے یعنی ساڑھے ٹرستھ (۶۷۱) تولے
 ہوئے اور نیم صاع ۳۵ تولے اور اس انگریزی روپیہ سے ایک سو چالیس روپیہ بھر جاں سیر سو روپے بھر یعنی
 تیرا نوے تولے نو ماشے کا ہو جیسے برلی، وہاں نیم صاع کے کچھ کم ڈیڑھ سیر یعنی ایک سیر سات چھٹانک دو ماشے
 ساڑھے چھ رتی ہوئے، اور ایک صاع کے آدھ پاؤ کم تین سیر اور پانچ ماشہ پانچ رتی، اور انگریزی سیر سے کہ
 اسی روپے بھر یعنی پورے پچھتر تولے کا ہے اور دہلی و کھنویس وہی رائج ہے ساڑھے تین سیر اور ڈیڑھ چھٹانک
 اور دو سو اں حصہ چھٹانک کا ریاست رام پور کا سیر چھٹانک سے روپے یعنی پورے نوے تولے کا ہے وہاں
 تین سیر کامل کا ایک صاع و علیٰ ہذا القیاس فی سائر البقاع (اسی قاعدے پر باقی علاقوں کو قیاس
 کیا جائے۔ ت)

(۲ و ۳) گندم و جو کے سوا چاول دھان وغیرہ کوئی غلہ کسی قسم کا دیا جائے اس میں وزن کا کچھ لحاظ
 نہ ہوگا بلکہ اسی ایک صاع جو یا نیم صاع گندم کی قیمت ملحوظ رہے گی اگر اس کی قیمت کے قدر ہے تو کافی مثلاً
 نیم صاع گیہوں کی قیمت دو آنے ہے تو روپے کے چار سیر والے چاول سے صرف آدھ سیر کافی ہوں گے
 اور چالیس سیر والے دھان سے پانسیر دینے ہوں گے۔ درمختار میں ہے :

مالہ منص علیہ کذرتہ و خبری معتبر فیہ
 وہ چیزیں جن پر نص مذکور نہیں مثلاً باجرہ اور روٹی،
 القیمۃ ۱۰
 تو ان میں قیمت کا اعتبار ہے (ت)

لے کشف الغطاء فصل در احکام دعا و صدقہ و نخوان از اعمال خیر الے میت مطبع احمدی، دہلی ص ۶۸
 ۱۴۵/۱ مجتہائی دہلی باب صدقۃ الفطر

ہندیہ میں ہے :

انما تجب من اربعة اشياء من الحنطة
والشعير والتمر والزبيب وما سواه من
الحبوب لا يجوز الا بالقيمة آھ ملتقطاً .

لباب میں ہے :

هذه اربعة انواع لخماس لها و اما
غيرها من انواع الحبوب فلا يجوز ان
باعتبار القيمة كالارز والذرة والماش
والعدس والحمص وغير ذلك آھ

یہ صرف ان چار چیزوں میں لازم ہے گندم، جو، کھجور
اور منقہ اور جو ان کے سوا غلہ جات ہیں ان میں
فقط قیمت کا ہی اعتبار ہوگا اھ ملتقطاً (ت)

ان کی چار ہی اقسام ہیں پانچویں کوئی نہیں، لہذا
ان کے علاوہ غلہ جات میں قیمت ہی کا اعتبار ہوگا
مثلاً چاول، باجبرہ، ماش، مسور اور
چنے وغیرہ (ت)

(۴ و ۵) فدیہ نماز روزہ میں سوال پنجم کی چاروں صورتیں تو بلاشبہ جائز ہیں اور سوال چہارم
کی بھی سب صورتیں روا، مگر جس میں فقیر کو نصف صاع سے کم دینا ہو اس میں قول راجح عدم جواز ہے،
سراجیہ و درمختار و ہندیہ وغیرہ میں اسی پر جزم کیا اور یہی مختار امام ابو اللیث ہے۔

فی السراجیة لا يجوز ان يؤدى عن
صلوة لفقرین آھ وفي الدر لو ادى للفقير
اقل من نصف صاع لم یجز ولو اعطاه
الكل جائز آھ وفي الہندیة عن التارخانیة
عن الولوالجیة لو دفع عن خمس
صلوات تسع امانات لفقير واحد
ومنا لفقير واحد اختار الفقیہ انه یجوز
عن اربع صلوات ولا یجوز عن

سراجیہ میں ہے کہ ایک نماز کا فدیہ دو فقراء کو دینا
جائز نہیں اھ اور در میں ہے اگر کسی فقیر کو
نصف صاع سے کم دیا تو جائز نہ ہوگا، ہاں اگر
اسے تمام دے دیا تو جائز ہے اھ اور ہندیہ میں
تارخانیہ سے وہاں ولوالجیہ سے ہے کہ اگر کسی
نے پانچ نمازوں کا فدیہ نو ہند ایک فقیر کو دیا اور
ایک ہند ایک فقیر کو، تو فقیہ ابو اللیث کہتے ہیں کہ
وہ فدیہ چار نمازوں کا ادا ہو جائے گا پانچویں

سہ الفتاویٰ الہندیہ الباب الثامن فی صدقة الفطر نورانی کتب خانہ پشاور ۱۹۱/۱
سہ باب الناسک مع ارشاد الساری فصل فی احکام الصدقة دار الکتاب العربی بیروت ص ۶۴
سہ فتاویٰ سراجیہ باب قضاء الفوائت نو لکھنؤ ص ۱۷
سہ درمختار مجتہباتی دہلی ۱۰۱/۱

الصلوة الخامسة ^ا وفي البحر قال ابو بكر الاسكاف يجوز ذلك كله وقال ابو القاسم وهو اختيار الفقيه ابى الليث يجوز عن اسبع صلوات دون الخامسة لانه متفرق ولا يجوز ان يعطى كل مسكين اقل من نصف صاع في كفارة اليمين فكذلك هذا فالحاصل ان كفارة الصلوة تفارق كفارة اليمين في حق انه لا يشترط فيها العدد ووافقها من حيث انه لو ادى اقل من نصف صاع الى فقير واحد لا يجوز ^ا وفي ظهار التنوير جاز لو اطعم واحدا ستين يوما اقلت فاذا اجاز هذا فيما يشترط فيه التعدد فما لا يشترط فيه اولى بالجواز.

کا نہیں اہل بحر میں ہے کہ شیخ ابو بکر اسکاف نے کہا کہ وہ تمام نمازوں کا فدیہ ہوگا، ابو القاسم کہتے ہیں اور یہی فقیہ ابو اللیث کا مختار ہے کہ یہ چار نمازوں کا فدیہ ہوگا یا پانچوں کا نہیں کیونکہ اس سے تفریق ہوگئی اور کفارۃ قسم میں ہر مسکین کو نصف صاع سے کم نہیں دیا جاسکتا یہاں بھی حکم اسی طرح ہے، تو حاصل یہ ہوا کہ نماز کا کفارہ اس لحاظ سے کفارۃ قسم سے الگ ہے کہ اس میں تعدد بشرط نہیں اور اس لحاظ سے موافق ہے کہ اگر ایک فقیر کو نصف صاع سے کم دیا جائے تو جائز نہیں اہل تنویر کے مسئلہ ظہار میں ہے کہ اگر ایک ہی فقیر کو سات دن کھانا کھلایا تو یہ جائز ہوگا اہل قلت جب یہ وہاں جائز یہاں تعدد بشرط ہے تو وہاں بطریق اولیٰ جائز ہونا چاہیے جہاں تعدد بشرط نہیں ہے۔ (ت)

(۶) مصرف اس کا مثل مصرف صدقہ فطر و کفارۃ یمین و سایر کفارات و صدقات واجبہ ہے بلکہ کسی ہاشمی مثلاً شیخ علوی یا عباسی کو بھی نہیں دے سکتے۔ غنی یا غنی مرد کے نابالغ فقیر بچے کو نہیں دے سکتے، کافر کو نہیں دے سکتے، جو صاحب فدیہ کی اولاد میں ہے جیسے بیانیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی، یا صاحب فدیہ جس کی اولاد میں ہے جیسے ماں باپ دادا دادی نانا نانی انھیں نہیں دے سکتے۔ اور اقربا مثلاً بہن بھائی، چچا، ماموں، خالہ، پھوپھی، بھتیجا، بھتیجی، بھانجا، بھانجی ان کو دے سکتے ہیں جبکہ اور موافق نہ ہوں، یونہی نوکروں کو جبکہ اُجرت میں محسوب نہ کریں۔

فی رد المحتار مصرف الزکوۃ ہو مصرف رد المحتار میں ہے جو زکوۃ کا مصرف ہے صدقۃ الفطر،

۱۲۵/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	باب قضاء الفوائت	لہ الفتاویٰ الہندیۃ
۹۱/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی		لہ البحر الرائق
۲۵۱/۱	مجتبائی دہلی	باب الکفارة	لہ تنویر الابصار متن درمختار

کفارہ، نذر اور دیگر صدقات واجبہ کا بھی وہی مصرف ہے کہستانی اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) یہ اس راہ کو اختیار کیا گیا جو امام ابو یوسف سے مروی قول کی تصحیح کے مطابق ہے کہ صدقات واجبہ کسی کا فرضی کو دینا ناجائز ہے۔ درمیں ہے ذمی کو (زکوٰۃ) نہیں دی جاسکتی البتہ زکوٰۃ، عشر اور خراج کے علاوہ صدقات ذمی کو دئے جاسکتے خواہ وہ صدقہ واجبہ ہی ہوں مثلاً نذر، کفارہ اور صدقہ فطر، اس میں امام ابو یوسف کا اختلاف ہے، امام نذکر کے قول پر حاوی مقدسی نے فتویٰ دیا ہے اچھ اور اسی میں ہے اگر معلم نے اپنے خلیفہ کو زکوٰۃ دی اگر وہ اس طرح کام کرتا ہے کہ اگر معلم نہ دیتا تب بھی وہ اس کا کام کرتا ایسی صورت میں دینا درست ہے ورنہ نہیں اچھ اور معراج الدراية اور ہندیہ میں ہے اسی طرح حکم ہے

ايضا الصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلك من الصدقات الواجبة كما في القهستاني اقول وهو متمش على تصحيح ما عن ابى يوسف من عدم مجواز شئ من الصدقات الواجبة لكافر ذمي قال في الدر لا تدفع (اي الزكوٰۃ) الى ذمي وجائز دفع غيرها و غيرا لعشر والخراج اليه اي الذمي ولو واجبا كنذر وكفارة وفطرة خلاه للثاني و بقوله يفتي حاوي القدسي اه وفيه لو دفعها المعلم لخليفته ان كانت بحيث يعمل له لولم يعطه صم والا لاه وفي معراج الدراية ثم الهندية وكذا ما يدفعه الى الخدم من الرجال والنساء في الاعياد وغيرها بنية الزكوٰۃ

اس رقم کا جو بہ نسبت زکوٰۃ عید وغیرہ کے موقع پر خدام مردوں یا عورتوں کو دی جاتی ہے (ت) صدقات واجبہ زوجین کو بھی نہیں دے سکتے اقول فیدۃ نماز و روزہ جب بعد مرگ دیا جائے تو مقتضائے نظر فقہی یہ ہے کہ زوجہ کا خیر شوہر فقیر کو فوراً اور شوہر کا زوجہ فقیرہ کو بعد عدت گزارنے کے دینا جائز ہو کہ اب زوجیت نہ رہی اور شوہر زوجہ کے مرتے ہی اجنبی ہو جاتا ہے ولہذا اسے مَس جائز نہیں۔

في الدر المختار لا يصرف الى من بينها نرجية ولو مبانة قال الشامي

۶۴/۲	مصطفیٰ البانی مصر	باب المصروف	لہ رد المحتار
۱۳۱/۱	مجتبائی دہلی	"	لہ در مختار
۱۳۲/۱	"	"	لہ "
۱۹۰/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	الباب السابع في المصارف	لہ الفتاویٰ ہندیہ
۱۳۱/۱	مجتبائی دہلی	باب المصروف	لہ در مختار

4

4

فی العدة ولو بثلاث نهر معراج الدراية ۱۰
 وفی رد المحتار عن بدائع الامام ملک العلماء
 المرأة تغسل من وجهها لان اباحة الغسل
 مستفادة بالنکاح فلیقی ما بقی النکاح والنکاح
 بعد الموت باق الی ان تنقضی العدة بخلاف
 ما اذا ماتت فلا یغسلها لانتهاء ملک النکاح
 لعدم المحل قصاص اجنبیاً ، والله تعالیٰ
 اعلم۔
 ہو چکی ہو اہ علامہ شامی نے فرمایا یعنی وہ عدت میں ہو
 اگرچہ بین طلاقین ہو چکی ہوں یہ نہر میں معراج الدراية سے
 ہے اہ رد المحتار میں امام ملک العلماء کی بدائع سے
 ہے کہ خاتون اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے کیونکہ
 غسل کی اباحت نکاح کی وجہ سے حاصل ہوئی تو جب
 تک نکاح باقی ہے اباحت بھی باقی رہے اور نکاح
 تو خاوند کی موت کے بعد بھی باقی رہتا ہے یہاں تک
 کہ عدت گزر جائے بخلاف اس صورت کہ جب بیوی فوت
 ہو جائے تو خاوند اسے غسل نہیں دے سکتا کیونکہ محل نہ رکھنے کی وجہ سے نکاح ختم ہو گیا لہذا اب خاوند اجنبی فساد
 پائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

(۷) قیمت افضل ہے مگر قحط میں کھانا دینا بہتر،

فی الدر المختار دفع القيمة ای الدراهم
 افضل من دفع العين علی المذهب المفق
 به جوهره وبحر عن الظہیریہ وهذا
 السعة اما فی الشدة فدفع العين افضل
 در مختار میں ہے مفتی بہ مذہب کے مطابق قیمت یعنی
 در اہم کا ادا کرنا عین شے سے افضل ہے جو ہرہ۔
 اور بحر میں الظہیریہ سے ہے کہ یہ عام حالات یعنی
 آسانی کے وقت ہے اگر کسی وقت شدت اور قحط
 ہو تو عین شے کا دینا افضل ہوگا۔ (ت)

باقی احکام نقد و غلہ کیساں میں مگر وہ تفاوت جو خاصہ گندم و جو میں بسبب اعتبار وزن معتبر شرعی استقاطیل
 لحاظ مالیت کا ہے مثلاً فرض کیجئے کہ نیم صاع گندم کی قیمت دو آنہ ہے اور ایک صاع جو کی ایک آنہ تو ایک آنہ
 کی قیمت کی کوئی چیز کیڑا، کتاب، چاول، باجر وغیرہ یا بلحاظ قیمت جو دے سکتے ہیں اگرچہ گندم کی قیمت نہ ہوئی
 مگر چارم صاع گندم کافی نہیں اگرچہ قیمت اُن کی بھی ایک صاع جو کے برابر ہو گئی کہ چار چیریں جن پر نص شرعی وارد
 ہو چکی ہے یعنی گندم، جو، خرمایہ، کشمش ان میں قیمت کا اعتبار نہیں، جتنا وزن شرعاً واجب ہے اُس قدر دینا
 ہوگا۔

۶۹/۲

۵۶/۱

۱۳۵/۱

مصطفیٰ البابی مصر

دار احیاء التراث العربی بیروت

مجتبائی دہلی

باب المصروف

باب الجنائز

باب الصدقة الفطر

۱۰ رد المحتار

۱۱

۱۲ الدر المختار

فی محیط الامام السرخسی ثم الهندیة،
لوادی ربع صاع من حنطة جیدة تبلغ
قیمته قیمۃ نصف صاع من شعیر لایجوز
عن الكل، بل یقع عن نفسه و علیہ
تکمیل الباقی و کذا لایجوز ربع صاع
من حنطة عن صاع من شعیر او ملح صافی
البدائع لان قیمۃ انما تعترف غیر
النصوص علیہ

محیط امام سرخسی پھر ہند میں ہے کہ اگر کسی نے ایسی
جید گندم کا چوتھائی صاع ادا کیا جس کی قیمت جو کے
نصف صاع کو پہنچ جاتی ہے تو یہ کل کی طرف سے
جائز نہیں بلکہ یہ اپنی طرف سے عطیہ ہے، باقی کی
تکمیل کرنا اس پر لازم ہوگا، اور اسی طرح گندم کا
چوتھائی صاع جو جو کے صاع کی قیمت کو پہنچ جائے
دینا جائز نہیں اور بدائع میں ہے کیونکہ قیمت کا
اعتبار وہاں ہے یہاں نص میں عین کی تصریح نہیں (ت)

قیمت میں نرخ بازار آج کا معتبر نہ ہوگا جس دن ادا کر رہے ہیں بلکہ روزِ وجوب کا مثلاً اُس دن
نیم صاع گندم کی قیمت دو آنے تھی آج ایک آنہ ہے تو ایک آنہ کافی نہ ہوگا۔ دو آنے دینا لازم، اور ایک
آنہ بھی اب دو آنے ہو گئی تو دو آنے ضرور نہیں ایک آنہ کافی۔

فی الدر المختار جان دفع القیمۃ فی زکوۃ
وعشر وخراج و فطرۃ و نذر و کفاسۃ
غیر العتاق و تعتبر القیمۃ یوم الوجوب
وقال یوم الاداء

در مختار میں ہے کہ زکوۃ، عشر، خراج، صدقہ فطر،
نذر، عتاق کے علاوہ کفارہ میں قیمت کا دینا جائز
ہے اور قیمت یوم وجوب کے اعتبار سے ہوگی اور
عاجین کی رائے کے مطابق یوم ادا کی قیمت کا اعتبار
کیا جائے گا (ت)

(۸) یہاں صورتیں متعدد ہیں، فدیہ والا اپنی حیات میں فدیہ ادا کرتا ہے جیسے شیخ فانی روزے کا یا
اُس کے بعد وارث بلا وصیت بطور خود دینا ہے یا بحکم وصیت ادا کیا جاتا ہے اور در صورت وصیت بدیون پر
یہ دین بعد موت مورث کا حادث ہوا ہے جیسے کسی نے ترکہ سے کوئی چیز منسوب کر کے صرف کر ڈالی کہ اس کے
تامان کا اس پر دین لازم آیا یا دین حیات مورث کا ہے تو یہ چار صورتیں ہیں۔ صورت اخیرہ میں عدم صحت کا
حکم در مختار وغیرہ میں مصرح ہے یعنی زید پر نماز روزے وغیرہ کا فدیہ تھا اس نے وصیت کی کہ یہ میرے مال

سۃ الفتاویٰ الحنفیۃ	الباب الثامن فی صدقۃ الفطر	نورانی کتب خانہ پشاور	۱۹۲/۱
سۃ بدائع الصنائع	کتاب الزکوۃ	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۴۳/۲
سۃ الدر المختار	باب زکوۃ الغنم	مجتبائی دہلی	۱۳۳/۱

سے ادا کرنا عمر و فقیر حیات زید سے زید کا دیون تھا، وصی نے وہ دین فدیہ میں عمر کو چھوڑ دیا فدیہ ادا نہ ہوا
 قال قبیل باب الوصی اوصی لصلواته وثلث
 مالہ دیون علی المعسرین فترکھا
 الوصی لھم عن الفدیة لم تجزہ ولا بد
 من القبض ثم التصدق علیہم و لو
 امر ان یتصدق بالثلث فمات فغصب
 غاصب ثلثھا مثلاً واستھلکھ
 فترکھ صدقة علیہ وھو معسر
 یجزیہ لحصول قبضہ بعد الموت
 بخلاف الدین، اکل من
 القنیة أو فی رد المحتار
 قولہ اوصی لصلواتہ او
 صیاماتہ، منح، قولہ لم
 تجزہ وقیل تجزیہ قال
 فی القنیة قال استاذنا و
 الاول احب الی حتی توجب
 الروایة قولہ بخلاف الدین
 اع فی المسألة السابقة فانه
 مقبوض قبل الموت، بقی لو اوصی
 بکفایة لصلواتہ والمسألة
 بحالھا هل یجزیہ لحصول
 قبضہ بعد الموت او لا یراجع

سے ادا کرنا عمر و فقیر حیات زید سے زید کا دیون تھا، وصی نے وہ دین فدیہ میں عمر کو چھوڑ دیا فدیہ ادا نہ ہوا
 باب الوصی سے چھوڑا پہلے بے کسی نے اپنی نمازوں
 پر فدیہ کی وصیت کی اور اس کے مال کا تہائی حصہ
 تنگ دست لوگوں پر دین تھا اگر وصی نے وہ حصہ
 ان تنگ دستوں پر نمازوں کے فدیہ کے طور پر
 چھوڑ دیا تو کافی نہ ہوگا کیونکہ پہلے قبضہ ضروری ہے
 اور اس کے بعد ان پر صدقہ کرے تو تب درست
 ہوگا، اگر اس نے کہا میرا تہائی مال صدقہ کر دیا جائے
 پھر وہ فوت ہو گیا اور کسی غاصب نے مثلاً تہائی
 مال غصب کر لیا اور اسے ہلاک کر دیا (حالانکہ وہ
 غریب تھا، وصی نے بطور صدقہ وہ مال اس سے
 نہ لیا تو جائز ہوگا کیونکہ موت کے بعد وصی کو قبضہ
 حاصل تھا بخلاف اس صورت کے جب مال کسی
 پر قرض ہو، یہ مسائل قنیہ سے مروی ہیں اور رد المحتار
 میں ہے قولہ "فوت ہونے والے نے اپنی نمازوں
 یا روزوں کے بارے میں وصیت کی" منع۔ قولہ
 "یہ کفایت نہیں کرے گا" لیکن بعض کے نزدیک
 یہ کافی ہے۔ قنیہ میں ہے کہ ہمارے استاذ نے
 فرمایا مجھے پہلا قول بہت محبوب ہے حتیٰ کہ کوئی
 دوسری روایت آجائے۔ قولہ "بخلاف قرض"
 یعنی گزشتہ مسئلہ میں کیونکہ مال موت سے پہلے
 قبضہ میں نہیں ہوگا۔ باقی رہا یہ معاملہ کہ اگر کسی نے

اس اراد بقوله و المسألة بحالها
مسألة الغصب، و رأيتني كتبت
عليه مانصه اقول و بالله
التوفيق وله الحمد تبتي عندي
مسألة الفدية والغصب على ان
الوصية بالمال لا تناول الدين
ما كات دينا فاذا صار عينا
بالقبض تناولته كما صرح به
في الظهيرية حيث قال اذا كان
مائة عين ومائة درهم على اجنبى دين
فاوصى لرجل بثلاث ماله فانه
ياخذ ثلث العين دون الدين
الا ترى ان حلف ان لا مال
له وله ديون على الناس لم
يحدث ثم ما خرج من
الدين اخذ منه ثلثه
حتى يخرج الدين كله
لانه لما تعين الخارج
مالا، التحق بما كات عينا
في الابتداء، ولا يقال
لما لم يثبت حقه في الدين
قبل ان يتعين كيف
يثبت حقه فيه اذا
تعين لانا نقول مثل
هذا غير مستنع الا ترى

نمازوں کے کفارہ کی وصیت کی اور صورت مذکورہ ہی
ہو تو موت کے بعد حصول قبضہ کی وجہ سے یہ کافی ہوگا یا
نہیں اس پر غور کیا جائے اور المسئلة بحالہا سے
مراد مسئلہ غصب ہے۔ رد المحتار کے حاشیہ پر بندہ نے
جو کچھ تحریر کیا ہے وہ یہ ہے اقول اللہ کی توفیق اور
اسی کے لیے حمد ہے سے کہتا ہوں میرے نزدیک فدیہ
اور غصب کا مسئلہ اس پر مبنی ہے کہ وصیت بالمال
دین کو شامل ہی نہیں جب تک کہ وہ دین رہے
ہاں جب وہ دین قبضہ کی وجہ سے عین ہو جائے تو پھر
وصیت اسے شامل ہوگی جیسا کہ ظہیر میں ان الفاظ
سے صراحت کی ہے کہ جب ایک سودر ہم عین اور ایک
درہم کسی اجنبی پر دین تھے تو فوت ہونے والے نے
تہائی مال کی وصیت کی تو اب عین کی تہائی سے وہ مال
لیا جائے گا کہ دین سے کیا آپ کے علم میں نہیں
اگر کوئی آدمی سلف اٹھاتا ہے کہ اس کے پاس مال
نہیں حالانکہ اس نے لوگوں سے قرض لینا ہے تو اس
کی قسم نہیں ٹوٹے گی، پھر دین میں جو حصہ خارج ہوگا
اس سے تہائی لیا جائے یہاں تک کہ سارا دین
خارج ہو جائے کہ جب خارج ہونے والا مال متعین
ہو جائے تو اس مال کے ساتھ لاحق ہو جائے گا جو
ابتدائی طور پر عین تھا یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ
جب متعین ہونے سے پہلے دین میں مالک کا حق
ثابت نہیں ہوا تو متعین ہو جانے کے بعد حق کیسے
ثابت ہوگا کیونکہ ہم کہتے ہیں اس طرح کا معاملہ ممتنع
نہیں ہوتا، کیا آپ نہیں جانتے کہ جس کے حق میں تہائی

ان الوصی له بثبت المال لا یثبت حقه فی
القصاص ومتى انقلب ما لا یثبت
حقه فیہ اء وبه یحصل التوفیق بین
قولی الخانیة لاتدخل الدیون ای
فی الوصیة بالمال والوجهانیة ان الدخول
اجدر کما جئنا الیه فی منحة الخالق
فراجعها من شتی القضاء ذفی مسألة الفدية
لما کان الدین سابقا علی الموت وقد
اراد الوصی اسقاطه قبل القبض
فیكون انفاذ الوصیة فیما لم تتناول له
فلا یجوز ما لم یقبض فیصدق و
فی مسألة الغصب لما کان المال
عینا عند الوفاة وانما حصل قبض
الغاصب واستهلاكه وصیرورته دینا
بعد الموت فقد تناولته الوصیة
فجاز هذا ما ظہری وبه یتظہر الجواب عما
توقف فیہ العلامة المحشی بقوله یراجع
فانه لا غبار علیہ من هذه الجهة الا
ان یثبت ان اداء الکفارات بترك الدین
لا یجوز اصلا وفیه وقفة فلیراجع ولیحرم
ما کتبت علیہ ۔

مال کی وصیت کی گئی اس کا حق قصاص میں ثابت نہیں ہوتا
جب تبدیل ہو کر مال بن جائے تو اس میں اس کا حق ثابت
ہو جائے گا اھ اس سے خانیہ اور وہبانیہ کے دونوں
اقوال میں تطبیق ہو جائے گی۔ خانیہ میں ہے کہ دیون وصیت
بالمال میں داخل نہیں ہوتے۔ وہبانیہ میں ہے کہ دیون
کا اس میں دخول زیادہ مناسب ہے صیبا کہ منحة الخالق
میں اسی طرف میلان ہے تو اس کے لیے منحة الخالق
میں قضا کے متفرق مسائل کی طرف رجوع کرو۔ رہا مسئلہ
فدیہ کا معاملہ تو دین موت سے پہلے تھا اور وصی نے
قبضہ سے پہلے ہی اس کے اسقاط کا ارادہ کیا تو یہ
وصیت کا ایسی چیز میں اجرا ہوگا جس کو یہ شامل ہی
نہیں، تو جب تک قبضہ نہ ہو اور صدقہ نہ کیا جائے یہ جائز
نہ ہوگا، اور مسئلہ غصب میں وفات کے وقت مال
عین تھا، پھر غاصب کا قبضہ، اس کا اسے ہلاک کرنا
اور اس کا دین بننا یہ سب موت کے بعد ہوا ہے تو
اسے وصیت شامل ہوگی تو اس طرح یہ جائز ہے۔
یہ وہ تھا جو مجھ پر واضح ہوا۔ اور اس سے اس چیز کا
جواب بھی آگیا جس میں علامہ محشی نے لفظ یراجع
سے توقف کیا کیونکہ اس اعتبار سے اس پر کوئی غبار
نہیں، مگر جب یہ ثابت ہو جائے کہ کفارات کی ادائیگی
ترک دین سے اصلاً جائز ہی نہیں اور اس میں توقف

ہے، چاہئے یہ کہ جو ہم نے تحریر کیا ہے اس تمام کا مطالعہ کیا جائے اھ میرا حاشیہ ختم ہوا۔ (ت)
باقی صورت کا حکم قابل تفتیش و مراجعت ہے اقول و یا للہ التوفیق امر متحمل ہے اور قائل کہہ سکتا ہے
کہ قاعدہ شرعیہ ادا کے کامل بہ کامل ہے نہ کامل بناقص۔ و ہذا اوقات ثلثہ میں کوئی نماز ادا و قضا جائز
نہیں، مگر آج کی عصر یا اس جنازے کی نماز جو انہیں اوقات میں لایا گیا تا دیہما حیثینئذ کما وجبتا

والمسائل بتعلیلاتھا مذکور متونا و شروحا ذکر کیونکہ ان کی ادائیگی اس طرح ہو رہی ہے جس طرح وہ واجب ہوئے تھے اور یہ تمام مسائل اپنی تعلیلات کے ساتھ متون اور شروحات میں مذکور ہیں۔ (ت) روزوں میں کوئی ناقص نہیں اور قضا نمازیں عموماً کامل ہیں و لہذا کل کی عصر آج آفتاب ڈوبتے قضا نہیں کی جاسکتی اور جو مال کسی پر دین ہو جب تک وصول نہ ہو مال کامل نہیں ناقص ہے خصوصاً جبکہ کسی مفلس پر ہو کہ وہ تو گویا مردہ مال ہے و لہذا حاصل ملک مال کہ قول وغنا نہیں ہوتا زید کے لاکھ روپے کسی مفلس پر قرض آتے ہوں جب تک پاس نصاب نہ ہو فقیر ہے خود زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

فی الاشباہ من لہ دین علی مفلس مقرر فقیر علی المختار لہ

اشباہ میں ہے جس کا کسی ایسے شخص پر قرض ہو جو مفلس اقرار کرنے والا ہو تو مختار قول پر وہ فقیر ہے۔ بلکہ عرفاً دین کو مال ہی نہیں کہتے اگر لاکھوں قرض میں پھیلے ہوں اور پاس کچھ نہیں تو قسم کھا سکتا ہے کہ میرا کچھ مال نہیں کما تقدم عن الظهيرية ومثله في البحر والتنوير وغيرهما (جیسا کہ ظہیریہ کے حوالے سے پہلے گزرا، اس کی مثل بحر، تنویر اور دیگر کتب میں ہے۔ ت) و لہذا کسی عین یعنی نصاب موجود کی زکوٰۃ، دین بنیت زکوٰۃ معاف کر دینے سے ادا نہیں ہو سکتی کہ نصاب موجود مال کامل ہے تو مال ناقص اس کی زکوٰۃ نہیں ہو سکتا بلکہ جو دین آئندہ ملنے کا ہے اس کی زکوٰۃ بھی معافی دین سے ادا نہ ہوگی کہ دین باقی دین سا قسط سے بہتر ہے، دین سا قسط اب کبھی مال نہیں ہو سکتا اور دین باقی میں احتمال ہے شاید وصول ہو کر مال ہو جائے، ہاں جو نصاب کسی فقیر پر دین تھی وہ کل یا بعض اسے معاف کر دے تو قدر معاف شدہ کی زکوٰۃ سا قسط ہوگی کہ ناقص ناقص سے ادا ہو سکتا ہے۔

في الدر المختار لو ابراء الفقير عن النصاب صح وسقط عنه، واعلم ان اداء الدين عن الدين والعين عن العين وعن الدين يجوز واداء الدين عن العين وعن دين سيقبض لا يجوز والله في تبين الحقائق لو كانت له

لہ الاشباہ والنظار کتاب الزکوٰۃ ۲۲۰/۱
۱۳۰/۱

ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی
مجتبائی دہلی

دين على فقير فابراه عنه سقط منه زكوة
فوى به عن الزكوة اولاً لانه كالهلاك
ولو ابراه عن البعض سقطت زكوة ذلك
البعض لما قلنا زكوة الباقي لا تسقط ولو
فوى به الا اذا ۱۰ عن الباقي لان الساقط
ليس بمال والباقي يجوز ان يكون
مالاً فكان الباقي خيراً منه فلا يجوز
الساقط عنه اهـ۔

دين بخا اس نے فقیر کو قرض سے بری کر دیا تو اس کے
زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی خواہ اس سے زکوٰۃ کی اس
نے نیت کی ہو یا نہ، اس لیے کہ یہ ہلاک ہونیوالے
مال کی طرح ہے اور اگر بعض نے ساقط کیا تو سابقہ
دلیل کی بنا پر بعض سے ساقط ہو جائیگی لیکن باقی سے
زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی اگرچہ باقی سے ادائیگی کی نیت
کی گئی ہو کیونکہ جو ساقط ہے مال نہیں اور جو باقی
ہے اس کا مال ہونا ممکن ہے تو باقی ساقط سے
بہتر ٹھہر لہذا اس سے سقوط نہیں ہوگا (ت)

یہ تقریر منیر بتوفیق القدر اقتصار کرتی ہے کہ دین معاف کرنے سے فدیہ مطلقاً ادا نہ ہو جب تک
وصول کر کے فدیہ میں نہ دیں، اس تقدیر پر وہ حیلہ کہ ہندوؤں میں متعارف ہے اور بعض متاخرین
فضلائے ہند نے اسے کشف الغطاء میں ذکر کیا کہ:

معروف یہ ہے کہ میت کی عمر کے تمام سالوں کا حساب
لگائے ہیں، تم از کم مدت بلوغ جو مرد میں بارہ سال
اور عورت میں نو سال ہے نکال کر باقی عمر ہر دن رات
کی چھ نمازوں کے مقابل (اعتبار سے) تین صاع
لیتے ہیں اور ہر ماہ کے تیس دن شمار کئے جاتے ہیں
حتیٰ کہ ایک سال (جو تین سو ساٹھ دنوں کا ہے)
کی نمازوں کا فدیہ ایک ہزار اسی صاع بنتا ہے
اور ۵ صاع رمضان کا فدیہ زیادہ کرتے ہیں تو تمام
سال کا فدیہ ایک ہزار پچانوے (۱۰۹۵) صاع
ٹھہرا، پس اسی طریقے سے تمام سالوں کا حساب
کر لیا جائے اور اس کے حاصل کے مطابق اس کی قیمت

متعارف چنان سست کہ حساب کنند سالہائے میت
را دانی مدت بلوغ کہ در مرد دوازده سال و
در زن نہ سال سست وضع کنند باقی را مقابل
ہر شش نماز واجب شبانہ روز سہ صاع کامل
گیرند و ماہ با کامل سی روز اعتبار کنند تا فدیہ
نماز پائے یک سال کہ سی صد و شصت روز
ست یک ہزار و ہشتاد صاع حاصل آید و
پانزدہ صاع فدیہ رمضان افزائند ہر فدیہ تمام
سال یک ہزار و نو و پنج صاع شود ہمیں طریق
سالہائے تمام عمر را حساب کنند و حاصل آن را
موافق قیمت مبلغ شخص نمایند و بنا بر ضرورت عمرت

طحاوی علی مرقی الفلاح میں کلہم فی الصوم (ان سب نے کتاب الصوم میں یہ مسئلہ ذکر کیا ہے) اسی کو علامہ عبد الغنی بن اسمعیل نابلسی قدس سرہ القدسی نے شرح ہدیہ ابن العما د میں اپنے والد ماجد علامہ اسمعیل بن عبد الغنی نابلسی محشی درر وغیر انھوں نے احکام الجنائز سے نقل فرمایا کہ فی منحة المخلوق (جیسا کہ منحة المخلوق میں ہے - ت) اسی پر امام اجل ناصر الدین ابوالقاسم محمد بن یوسف حسینی سمرقندی نے ملقط میں نص فرمایا کہ فی شرح مختصر الوقایہ لعبد العلی (جیسا کہ شرح مختصر الوقایہ عبد العلی میں ہے - ت) اسی طرح علامہ مدققی علاقائی نے در ملتقی شرح ملتقی اور علامہ شریف ابوالسعود ازہری نے شرح نور الایضاح میں تصریح فرمائی کہ فی شرحہ للسید احمد المصری (جیسا کہ سید احمد مصری کی شرح میں ہے - ت) یہی تبیین المحارم علامہ سنان الدین یوسف مکی میں مذکور کہ فی شفاء العلیل وبل العلیل للعلاء الشامی (جیسا کہ شفاء العلیل وبل العلیل للعلاء الشامی میں ہے - ت) یہ سب عبارات اور ان سے زائد اس وقت فقیر کے پیش نظر ہیں بلکہ شفاء العلیل سے ہماری ائمہ کی کتب فروع و اصول کی طرف اس کی نسبت ظاہر۔

حیث قال اعلما ان المذكور فیما رایتہ من کتب ائمنا فروعاً و اصولاً انہ اذا لم یوص بفدية الصوم یجوز ان یتبرع منه ولیہ و هو من له التصرف فی مالہ بوساطة او وصایة قالوا ولولم یملک شیئاً یتقرر لولی شیئاً فیدفعہ للفقیر ثم یتوہبہ منه ثم یدفعہ لاخر وھكذا حتی یتم یلے قرض لے کر فقیر کو دے پھر اس سے بطور ہبہ واپس لے پھر فقیر کو دے، اسی طرح بار بار کیا جائے حتی کہ فدیہ پورا ہو جائے۔ (ت)

اور فاضل سید علاء الدین شامی نے منة الجلیل میں اسے متون و شروح و حواشی کی طرف نسبت کیا حیث قال والمنصوص فی کلامہم متونا و شروحا و حواشی ان الذی یتولی اس کی عبارت یہ ہے متون، شروح اور حواشی میں یہ منصوص ہے یہ سارا کچھ ولی کر سکتا ہے اور ولی

ذلك انما هو الولي وان المراد بالولي من له ولاية التصرف في ماله بوصاية او وراثته وان الميتم لو لم يملك شيئا يفعل له ذلك الوارث من ماله ان شاء فان لم يكن للوارث مال يستوهب من الغير ويستقرض ليدفعه للفقير ثم يستوهبه من الفقير وهكذا الى ان يتم المقصود.

سے مراد وہ شخص ہے جو میت کے مال میں اس کی وصیت یا وارث ہونے کی حیثیت سے تصرف کر سکتا ہو اور میت اگر کسی شے کا مالک نہ ہو تو وارث اپنے مال سے بھی یہ جیلہ کر سکتا ہے تاکہ کسی فقیر کو دے پھر فقیر سے بطور ہبہ واپس لے اسی طرح کرے یہاں تک کہ مقصود حاصل ہو جائے۔

(ت)

یہ ائمہ متقدمین سے لے کر ہمارے زمانے تک کے علمائے متاخرین کے نصوص ہیں جن میں سوا اُس طریقہ دور کے طریقہ دین کا اصلاح پتانہ دیا اور طریقہ دور میں جو سخت تکلیف ہے مخفی نہیں۔ و نیز امام کروری میں ہے،

ان لم يكن له مال يستقرض نصف صاع و يعطيه المسكين ثم يتصدق به المسكين على الوارث ثم الوارث الى المسكين ثم وشم حتى يتم لكل صلوة نصف صاع كما ذكرنا.

اگر وارث کے پاس مال نہ ہو تو وارث نصف صاع قرض لے اور کسی مسکین کو دے پھر وہ مسکین اس وارث پر صدقہ کرے پھر وارث مسکین پر صدقہ کرے اسی طرح بار بار کیا جائے حتیٰ کہ ہر سہ نماز کا منہ یہ

نصف صاع ہوتا ہے جیسے ہم ذکر کر آئے (ت)

بعینہ اسی طرح نیم صاع، بحر الرائق و خلاصہ و ہندیہ و طحاوی علی نور الایضاح و ابی السعود علی مسکین و ملتقطہ برجندی و در مختار و غیرہ معتقات اسفار میں ہے۔ اب فرض کیجئے کہ زید نے بہتر سال کی عمر میں وفات پائی، بارہ برس نکال کر ساٹھ رہے۔ ہر سال کے دن تین سو ساٹھ نہ رکھے جس طرح کشف الغطار میں اختیار کیا ہر سال قریب کبھی تین سو پچپن دن سے زائد نہیں ہوتا۔

هذا العرف في الماخوذ بالاهلة اما الحقيقي فيكون اقل منها بساعات كما فصل في محله، اقول وهذا لاحاجة بنا الى اخذ الشمسية ثلثمائة و

یہ عرفی سال ہے جو چاند کی بنا پر ہوتا ہے، رہا حقیقی سال تو وہ اس سے کچھ ساعتیں کم ہوتا ہے جیسا کہ اس کی تفصیل اپنے مقام پر کی گئی ہے اقول اسی طرح ہمیں شمسی سال تین سو پچیسٹھ دن کا لینے کی ضرورت

المتاخر خانیۃ (اگرچہ صحیح قول کے مطابق واجب نہیں جیسا کہ تانا رخانیہ میں ہے۔ ت) (۷) صدقات فطر اپنے اور اپنے اہل و عیال کے جس قدر ادا نہ ہوئے ہوں (۸) جتنے نوافل فاسد ہوئے اور ان کی قضا نہ کی (۹) جو جو غنیمتیں مانیں اور ادا نہ کیں (۱۰) زمین کا عشر یا فراج جو ادا سے رہ گیا وغیرہ وغیرہ اشیائے کثیرہ

علی ما ذکر بعضہا فی رد المحتار و زاد کثیرا فی شفاء العلیل و فصل جملہا فی منۃ الجلیل فراجعہا ان اسردت التفصیل و افاد فی الدر المختار ضابطۃ کلیۃ ان ما کان عبادۃ یدنیۃ فان الوصی یطعم عنہ بعد موته عن کل واجب کالغظۃ و المالیۃ کالزکوۃ یمخرج عنہ القدیر الواجب المربک کالحج یمحی عنہ سراجا من مال المیت بحرہ قلت و کلام البحر اجمع و انفع حیث قال الصلوۃ کالصوم، و نوادی عن کل و تر نصف صاع و سائر حقوقہ تعالیٰ کذلک مالیا کان أو بدینا عبادۃ محضۃ او فیہ معنی المؤنۃ کصدقۃ الفطر او عکسہ کالعشر او مؤنۃ محضۃ کالتفقات او فیہ معنی العقوبۃ کالتکفارات (مختصا) ہوں یا بدنی، عبادت محضہ ہوں یا اس میں ذمہ داری کا پہلو بھی ہو مثلاً صدقۃ الفطر یا اس کا عکس ہو مثلاً عشر یا اس میں محض ذمہ داری ہو مثلاً نفقات یا اس میں معنی عقوبت ہو مثلاً تکفارات (مختصا) (ت)

ان کے لیے کوئی حد معین نہیں کر سکتے اس قدر ہونا چاہئے کہ برائت ذمہ پر ظن حاصل ہو واللہ تعالیٰ یقبل الحسنات و یقبل السيئات (اللہ تعالیٰ حسنات کو قبول کرے اور برائیوں کو ختم کرے۔ ت)

لے الدر المختار کتاب الصوم فصل فی العوارض
لے البحر الرائق فصل فی العوارض
فصل فی العوارض مجتبائی دہلی ۱۵۳/۱
ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۸۵/۲

ان ہزاروں لاکھوں بار کے ہیر پھیر کی دقت دیکھئے اور اس ہندی طریقہ کی سہولت کہ ایک ہی دفعہ میں اُس کے اور اس کی سات پشت کے تمام انواع و اقسام کے فدیے کفارے، مواخذے دو حرف کہنے میں معاً ادا ہو سکتے ہیں تو اول تا آخر تمام علمائے مذہب کا اس کلفت کے اختیار اور اس سہولت کے ترک پر اتفان و قرینہ واضح ہے کہ اُن کے نزدیک اُس آسانی کی طرف راہ نہ تھی ورنہ اسے چھوڑ کر اس مشقت پر اطلاق نہ ہوتا بلکہ دین سے فدیہ ادا کرنے کی دو صورتیں ہیں،

ایک وہ کہ درمختار کتاب الوصایا عبارت مذکورہ سابقہ میں ذکر فرمائی کہ مدیون سے دین وصول کر کے بعد قبضہ پھر اسے فدیہ میں دے دے۔

دوسری وہ کہ درمختار کتاب الزکوٰۃ میں مذکور ہوئی کہ مال فدیہ میں دے کر آتے ہیں واپس کرے اگر مدیون نہ دینا چاہے یا تھ بڑھا کر لے لے کہ اپنا عین حق لیتا ہے۔

اس کے الفاظ یہ ہیں مال موجود کی زکوٰۃ دین سے ادا کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ فقیر مقرض کو اپنی زکوٰۃ حوالہ کر دے پھر اس سے دین کے عوض زکوٰۃ کی رقم واپس لے لے، اگر مقرض نہ دے تو اس کا ہاتھ پکڑا کر چھین لے کیونکہ یہ اسے اس کے حق کی پیس ملی ہے پھر اگر مدیون غیر مزامت کرے تو اس کو قاضی کے پاس لے جائے کہ وہ اس سے دلوا دے گا۔ (ت)

اسی طرح ذخیرہ و ہندیہ و اشباہ وغیرہ میں ہے باقی یہ صورت کہ جو دین فقیر پر آتا تھا یا اب اس کے ہاتھ کچھ بیچ کر مدیون کر لیا یہ فدیہ میں چھوڑ دیا جائے اس کے جواز کا پتا کلمات علماء سے اصل نہیں چلتا بلکہ ظاہر عدم جواز مفہوم ہوتا ہے تو احتیاط اس میں ہے کہ جب تک مشائخ مذہب سے اُس کے جواز کے پتے کی تصریح نہ ملے ایسے امر پر اقدام نہ کیا جائے ہذا ماضی و الحی والعلم بالحق عند ربی (یہ مجھ پر ظاہر ہوا ہے اور حق کا علم میرے رب کے پاس ہے۔ ت)

قائدہ : علماء نے حتی الامکان تقلیل دور پر نظر فرمائی ہے، علامہ شمس قسستانی نے تین صاع سے دو فرض کیا کہ ہر بار میں ایک دن کامل کی نماز ادا ہو۔ احکام الجنائز میں چار ہزار بہتر درہم سے دو رکھا کہ اُن اعصار و امصار کے حساب سے ہر دور میں ایک سال کی نماز کا فدیہ ہو۔ رد المحتار میں دو ایک سالہ

ذکر کر کے کہا اس سے زیادہ قرض لے تو ہر بار میں زیادہ ساقط ہو،
 ولشمل كل ذلك وما سواه ما في منة الجليل
 وسماعا لغيره الناس ونص عليه اهل
 المذهب ان الواجب اذا كثرا دارا وصورة
 مشتملة على نفودا وغيرها كجواهروا وحلى
 او ساعة وبنوا الامر على اعتبار القيمة الخ
 یہ سب واضح بات ہیں اور ہر فہم بعد دراک حساب حتی المقدور تخفیف دُر کر سکتا ہے یہاں تک کہ اگر
 ممکن ہو کہ جس قدر اموال تمام فدیوں کفاروں مطالبوں کی بابت محسوب ہوئے سب دفعۃً تھوڑی دیر کے لیے
 کسی سے قرض مل سکیں تو دُر کی حاجت ہی نہ رہے گی کہ کوئی شے اُسے اموال کے عوض فقیر کے ہاتھ
 پیچھے، اور اگر کفارہ قسم بھی شامل ہے تو دس کے ہاتھ۔ پھر وہ اموال قرضہ گرفتہ فدیہ میں دے کر شئی بیع کو
 ثمن میں لے لے اور حسبِ مقدرت فقرا کو کچھ دے کھر اُن کا دل خوش کر دے، ہنوز اس مسئلہ میں بہت
 تفصیل باقی ہیں کہ بخیاں طول ان کے ذکر سے عنان کشی ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 (۹) دینے والے کی نیت کافی ہے لفظ کی حاجت نہیں،

کما صرحوا به في الزكوة وقال العلامة
 السيد المحمدي في شرح الاشباه والنظائر العبدوة
 لنية الدافع لا لعلم المدفوع اليه اه و
 في رد المحتار لا اعتبار للتسمية الخ و
 قد فصلناه في زكوة فتاوانا۔
 جیسا کہ مسئلہ زکوٰۃ میں اس کی تصریح موجود ہے
 علامہ رستیدہ حموی نے شرح الاشباہ والنظائر میں
 فرمایا دینے والے کی نیت کا اعتبار ہے اسے معلوم
 ہونا ضروری نہیں جسے دی جا رہی ہو اور رد المحتار میں
 ہے زبان سے نام لینے کا اعتبار نہیں الخ ہم نے

اس کی پوری تفصیل اپنے فتاویٰ کے کتاب الزکوٰۃ میں دی ہے۔ (د)
 مگر زبان سے بھی کہہ دینے کو علماء مناسب بتاتے ہیں یہاں تک کہ طریقہ ادا میں میت کے باپ دادا
 تک کا نام لینا فرماتے ہیں کہ مسکین سے کہا جائے یہ مال تجھے فلاں بن فلاں کے اتنے روزوں یا اتنی

لے منة الجليل رساله من رسائل ابن عابدین الرسالة الثامنة سهيل اكيه طمى لاهور ۲۱۲/۱
 لے غز الجون البصار مع الاشباه والنظائر كتاب الزكوة ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه كراچي ۲۲۱/۱
 لے رد المحتار دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۱/۲

نمازوں کے فدیہ میں دیا وہ کہے میں نے قبول کیا، شرح نقایہ علامہ قسٹانی میں ہے :
 ينبغی ان يقول الدافع للمسكين في كل مرة مسكين کو دینے والا ہر دفعہ کہے میں تجھے فلاں بن
 اتي ادفعك مال كذا الفدية صوم كذا فلاں بن فلاں میت کی طرف سے فدیہ صوم کے طور پر
 لفلان بن فلان بن فلان المتوفي ويقول مال دے رہا ہوں اور مسکین کہے میں نے اسے
 المسكين قبلته قبول کیا۔ (ت)

منحة الخالق وشرح ہدیۃ ابن عمار واحکام الجنائز میں ہے :
 يقول المسقط لواحد من الذوات هكذا فلان بن وارث فقرا میں سے کسی ایک کو یوں کہے کہ یہ فلاں بن فلاں
 فلان ويذكر اسم ابیه، فانتبه صلوا سنة ہے، میت کا نام اس کے والد کا نام ذکر کر کے کہے
 سنة، هذه فديتها من ماله، نملكك اياها اس کی سال کی نمازیں فوت ہو گئی تھیں ہم ان کے
 ويعلم ان المال المدفوع اليه صار فدیہ کے طور پر اس مال کا تجھے مالک بنا رہے ہیں
 ملكا له ثم يقول الفقير هكذا وانا اور وہ مال فقیر کی ملک میں چلنا معلوم کرے، پھر
 قبلتها وتملكتها منك فقیر یوں کہے میں نے قبول کیا اور تجھ سے اسے اپنی
 ملک میں لیا۔ (ت)

پُر ظاہر کہ یہ سب اولیتیں ہیں جن پر توقف ادا نہیں،
 كما علمت فلا نظر لما يوهمه كلام الفاضل جس کا وہم فاضل معاصر کے رسالہ منة الجليل میں
 المعاصر في منة الجليل حيث قال و يدفع عن الجنایة على الحرم والاحرام کلام سے پیدا ہو رہا ہے انھوں نے کہا حرم اور
 مما يوجب دما او صدقة نصف صاع احرام میں جس جنایت کی وجہ سے دم لازم آیا ہو یا
 او دون ذلك فلا بد من التعرض لاجرائها نصف صاع صدقہ یا اس سے کم صدقہ لازم آیا ہو
 بان يقال خذ هذا عن جنایة على تو اس کے نکالتے وقت یہ کہنا ضروری ہے کہ یہ حرم
 حرم او احرام آہ وانما الواجب التعرض یا احرام میں جنایت کا فدیہ ہے تو اسے وصول کراء
 في الذية والقول يعيم النفس کیونکہ تعرض نیت میں ضروری ہے اور قول کلام نفسی

۱۔ حبان الرموز فصل موجب الافساد مکتبہ اسلامیہ گفندہ قاموس ایران ۱/ ۴۱-۴۰
 ۲۔ منحة الخالق حاشیہ بحر الرائق باب قضاء القواست ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۹۰
 ۳۔ منة الجليل رسالہ من رسائل ابن عابدین الرسالہ الثامنة سهیل اکیڈمی لاہور ۱/ ۲۲۴

فافہم ، واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۱۰) منع و فرق ہیں ، فافہم و اللہ تعالیٰ اعلم (د)

(۱) شیخ فانی اپنی حیات میں روزہ کافدیہ دے گا اور وہ کافی ہوگا۔ اگر زندگی میں عجز، ناتوانی ہو کر قوت نہ آجائے مگر نماز کافدیہ نہیں دے سکتا کہ اس سے عجز مستمر متحقق نہیں ہوتا مگر دم واپس کھڑے ہو کر نہ ہو سکے بیٹھ کر پڑھے، بیٹھ کر نہ ہو سکے لیٹ کر اشارہ سے پڑھے۔

(۲) شیخ فانی پر روزہ کافدیہ حیات میں دینا واجب ہے اگر قادر ہو، بعد مرگ وجوب نہیں جب تک اپنے مال میں وصیت نہ کرے۔

(۳) شیخ فانی کہ زندگی میں روزہ کافدیہ دے اس کے کافی ہونے پر یقین کیا جائیگا کہ اس میں صراحت نص وارد، یونہی اگر فدیہ روزہ کی وصیت کرے اور فدیہ روزہ بے وصیت اور فدیہ نماز بوجہ وصیت میں شبہ ہے اور فدیہ نماز بے وصیت میں شبہ اقویٰ، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

(۴) زندگی میں فدیہ صوم شیخ فانی پر اس کے کل مال میں ہے اور بعد مرگ بے وصیت بے اجازت وراثت سے زائد میں نافذ نہ ہوگی۔

فی تنویر الابصار والدر المختار لومات و
علیہ صلوات فائتہ واوصی بالکفارة
یعطی لكل صلوٰۃ کالفطرۃ و کذا الوترو
الصوم وانما یعطى من ثلث
مالہ ولو فدى عن صلواتہ
فی مرضہ لا یصح بخلاف
الصوم اھ ملخصا ، وفی رد المحتار
اذا وصی بفدیۃ الصوم یحکم
بالجواز قطعاً و اذا لم یوص
فقطوع بہا الواسع فقال
محمد فی الزیادات یجزیہ

تنویر الابصار اور در مختار میں ہے اگر کوئی فوت ہوا اور
اس کی نمازیں رہ گئی تھیں اور اس نے کفارہ کی
وصیت کی تو ہر نماز کے عوض صدقہ قطر کے برابر فدیہ
دیا جائے، اسی طرح وتر اور روزے کا حکم ہے،
باقی یہ فدیہ صرف اس کے تہائی مال سے ادا کیا جائیگا
اگر کسی نے اپنی نماز کافدیہ مرض موت میں دیا تو صحیح
نہیں بخلاف روزہ کے کہ اس کافدیہ مرض موت میں
دینا جائز ہے، رد المحتار میں ہے جب کسی نے
فدیہ صوم کی وصیت کی تو قطعاً جواز کا حکم دیا جائے،
اور اگر اس نے وصیت نہ کی مگر وارث نے بطور نفل
فدیہ ادا کر دیا تو امام محمد نے زیادات میں فرمایا اگر

ان شاء اللہ تعالیٰ وکذا علقہ بالمشیتۃ فیما
 اذا وصی بفدیۃ الصلوۃ فاذا المیوص
 فالشبهة اقویٰ فی التنبیہ والدرفدی
 لزوما عن المیت ولیہ بوصیۃ وان
 تبرع ولیہ جائز ان شاء اللہ تعالیٰ وللشیخ
 الفانی یفدی وجوباً لموسراً ومستی
 قدر قضی لان استمرار العجز شرط
 الخلیفۃ (۱) اکل بالالتقاط وفي صوم
 البحر الرائق وقید بالوصیۃ لانه
 لو لم یأمر لایلزم الورثۃ شیء کالزکوۃ۔
 شرط ہے یعنی فدیہ کے روزے کا خلیفہ ہونے کے لیے دوام عجز شرط ہے یہ تمام عبارتیں اختصاراً ذکر
 کی گئی ہیں۔ بحر الرائق کے باب الصوم میں ہے وصیت کے ساتھ مقید اس لیے کیا کہ اگر میت وصیت
 نہ کرے تو ورثہ پر کوئی شے لازم نہ ہوگی، جیسا کہ زکوۃ کا معاملہ ہے۔ (ت)
 ان کے سوا اور فرق ہیں کہ مطالعہ بحر الرائق وغیرہ سے ظاہر مگر مقدار فدیہ وغیرہ جس قدر احکام فومائل
 سابقہ میں مذکور ہوئے ان میں فدیہ حیات ومات یکساں ہے، واللہ تعالیٰ اعلم
 (۱۱) نہ۔ کنز میں ہے للشیخ الفانی ھو یفدی (شیخ فانی فدیہ ادا کرے۔ ت) فقط غیر فانی پر
 قضا فرض ہے پیش از قضا قضا آجائے تو فدیہ کی وصیت واجب، کما رد المحتار وغیرہ من الاسفار
 (جیسا کہ رد المحتار اور دیگر کتب میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
 (۱۲) نہ۔ فی البحر الرائق الولی لا یصوم عنه بحر الرائق میں ہے ولی میت کی طرف سے نہ روزہ
 ولا یصلی لحديث النسائی لا یصوم رکھے نہ نماز پڑھے کیونکہ حدیث نسائی میں ہے کوئی

عہ ای فی سننہ الکبریٰ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (ہر)

۵۴۱/۱	مصطفیٰ البانی مصر	باب قضا الفرائض	لے رد المحتار
۱۵۳/۱	مجتبائی دہلی	باب ما یفسد الصوم	لے رد مختار
۲۸۲/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	فصل فی العوارض	لے البحر الرائق
ص ۴۰	"	"	لے کنز الدقائق

احد عن احد ولا یصلی احد عن احد آھ شخص کسی کی طرف سے نہ روزہ رکھے اور نہ نماز
واللہ تعالیٰ اعلم۔ پڑھے آھ واللہ تعالیٰ اعلم (د)

مسئلہ ۲۴۸ از شہر کمنہ بریلی مسئلہ محمد شفیع علی خاں مرحوم ۲۴ شعبان ۱۳۳۰ء
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کی عمر ۷۵ سال کی ہے اور بوجہ کمزوری کے
برداشت اور طاقت روزہ رکھنے کی نہ ہو ایسی صورت میں اس کو کیا کرنا چاہئے اور کفارہ روزوں کا کس طرح
ہو اور کفارہ ہر روز دیا جائے۔ بنیوا توجروا

الجواب

طاقت نہ ہونا ایک تو واقعی ہوتا ہے اور ایک کم ہمتی سے ہوتا ہے کم ہمتی کا کچھ اعتبار نہیں، اکثر اوقات
شیطان دل میں ڈالتا ہے کہ ہم سے یہ کام ہرگز نہ ہو سکے اور کریں گے تو مرجائیں گے، بیمار پڑ جائیں گے، پھر جب
خدا پر بھروسہ کر کے کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ادا کر دیتا ہے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچتا، معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیطان کا
دھوکا تھا ۷۵ برس عمر میں بہت لوگ روزے رکھتے ہیں، ہاں ایسے کمزور بھی ہو سکتے ہیں کہ ستر ہی برس کی عمر میں
نہ رکھ سکیں تو شیطان کے وسوسوں سے بچ کر خوب صحیح طور پر جانچ چاہئے، ایک بات تو یہ ہوتی، دوسری یہ کہ ان
میں بعض کو گرمیوں میں روزہ کی طاقت واقعی نہیں ہوتی مگر جاڑوں میں رکھ سکتے ہیں یہ بھی کفارہ نہیں دے سکتے بلکہ
گرمیوں میں قضا کر کے جاڑوں میں روزے رکھنا ان پر فرض ہے، تیسری بات یہ ہے کہ ان میں بعض لگاتار مہینہ بھر
کے روزے نہیں رکھ سکتے مگر ایک دو دن بچ کر کے رکھ سکتے ہیں تو جتنے رکھ سکیں اتنے رکھنا فرض ہے جتنے قضا
ہو جائیں جاڑوں میں رکھ لیں، چوتھی بات یہ ہے کہ جس جوان یا بوڑھے کو کسی بیماری کے سبب ایسا ضعف ہو کہ
روزہ نہیں رکھ سکتے انہیں بھی کفارہ دینے کی اجازت نہیں بلکہ بیماری جانے کا انتظار کریں، اگر قبل شفا موت
آجائے تو اس وقت کفارہ کی وصیت کر دیں، غرض یہ ہے کہ کفارہ اس وقت ہے کہ روزہ نہ گرمی میں رکھ سکیں
نہ جاڑے میں، نہ لگاتار نہ متفرق، اور جس عذر کے سبب طاقت نہ ہو اُس عذر کے جانے کی امید نہ ہو، جیسے وہ
بوڑھا کہ بڑھاپے نے اُسے ایسا ضعیف کر دیا کہ گڈے دار روزے متفرق کر کے جاڑے میں بھی نہیں رکھ سکتا تو
بڑھاپا تو جانے کی چیز نہیں ایسے شخص کو کفارہ کا حکم ہے، ہر روزے کے بدلے پونے دو سیر گہیوں انٹنی بھراؤ پر بریلی کی
تول سے، یا ساڑھے تین سیر جو ایک روپیہ بھراؤ پر۔ واللہ تعالیٰ اعلم، اسے کفارہ کا اختیار ہے کہ روزہ کاروز دے دے
یا مہینہ بھر کا پہلے ہی ادا کر دے یا ختم ماہ کے بعد کئی فقیروں کو دے یا سب ایک ہی فقیر کو دے سب جائز ہے۔

مسئلہ ۲۴۹ از مدرسہ اہلسنت و جماعت بریلی مسئلہ مولوی اشرف علی صاحب طاب علم ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ
ایک شخص نے انتقال کیا اور اس کے ذمہ کچھ روزہ فرض اور کچھ وقتوں کی نماز رہ گئی اب اس کی نماز روزہ
کا فدیہ ادا کرنا چاہتے ہیں تو اس فدیہ کا کون مستحق ہے، کس قسم کے لوگوں کو دیا جائے؟ بینوا تو جروا

الجواب

اس کے وہی مستحق ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں، فقیر محتاج مسلمان کہ نہ ہاشمی ہوں نہ اس کی اولاد، نہ یہ ان کی

اولاد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۰ از ماہرہ و شریف ضلع ایٹہ سرکار کلاں مدرسہ حضرت سید محمد میاں صاحب امت برکاتہم، شعبان ۱۳۳۱ھ
فدیہ صوم جو شخص فانی کے لیے ہو اس کی مقدار بحساب انگریزی اسی تولہ کے سیر سے کیا ہے اُس سے مطلع
فرمایا جاؤں فتویٰ رضویہ میں فتویٰ باریق النور میں ایک صاع کی مقدار آٹھ رطل اور ہر رطل کی مقدار ۳۶ روپے بھر
ہے اس حساب سے ایک صاع دو سو اٹھاسی روپیہ بھر ہوا مگر اس میں ایک سو اٹھاسی بھر لکھا ہے شاید
غلطی سے لکھ گیا ہو مجھے خیال پڑتا ہے کہ سال گزشتہ کے اشتہار افطار و سحر میں صدقہ فطر کی مقدار سو ادویہ
اور ایک اٹھنی انگریزی بھر لکھی ہوئی تھی یہ اس فتاویٰ کے مقدار صاع سے جو دو سو اٹھاسی ہو یا ایک سو
اٹھاسی ہو بہر حال مختلف رہتی ہے میں صرف بحساب اسی تو اس سیر کے مقدار صدقہ فطر و فدیہ دریافت کرنا
چاہتا ہوں فقط۔

الجواب

صاع وہی دو سو ستر تولے ہے جس کا سکہ رائجہ ہند سے دو سو اٹھاسی روپے بھر وزن ہوا
کہ یہ روپیہ سو اگیارہ ناشے ہے مگر احسن و احوط یہ ہے کہ گہیوں کا صدقہ جو کی صاع سے ادا کیا جانے
یعنی جس پیمانہ میں ایک چوالیس روپے بھر جو آئیں اُس بھر گہیوں دے جائیں ظاہر ہے کہ گہیوں وزن
میں زیادہ آئیں گے جو سے بھاری ہیں فقیر نے صاع شعیری حاصل کیا اور اس میں گہیوں بلا مکویم و تقصیر
بھر کر تولے تو پورے تین سو اکاون روپے بھر ہوئے تو صدقہ فطر فدیہ صوم وغیرہ میں نیم صاع گندم کے
اٹھنی اوپر پونے دو سو روپے بھر گہیوں دینا احوط ہے جس کے بریلی کے سیر سے اٹھنی بھر اوپر پونے دو سیر
ہوئے اور اسی روپے بھر کے سیر سے اٹھنی بھر اوپر تین چھٹانک دو سیر ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۱ از گوندہ محلہ نبی گنج مکان مولوی نواز کش احمد مسئلہ حافظ محمد سختی ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ
شیخ فانی کی تعریف کیا ہے اور اس کی عمر کی کچھ تعداد بھی معین ہے یا نہیں، احکام شرعیہ مثل نماز
روزہ وضو و غسل کے کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب

شیخ فانی کی عمر اسی یا نوے سال لکھی ہے اور حقیقتہً بنائے حکم اس کی حالت پر ہے اگر سو برس کا ہو چکا روزہ پر قادر ہے شیخ فانی نہیں اور اگر وہ ستر برس میں بوجہ ضعف بینہ بڑھاپے سے ایسا زار و نزار ہو جائے کہ روزہ کی طاقت نہ رہے تو شیخ فانی ہے۔ غرض شیخ فانی وہ ہے جسے بڑھاپے نے ایسا ضعیف کر دیا ہو، اور جب اُس ضعف کی علت بڑھاپا ہوگا تو اُس کے زوال کی اُمید نہیں اُسے روزے کے عوض فدیہ کا حکم ہے باقی نماز و طہارت کے بارہ میں پیرو جوان سب کا ایک حکم ہے، جو جس وقت جس حالت میں جتنی بات سے معذور ہوگا بعقدِ ضرورت تا وقتِ ضرورت اُسے تخفیف دی جائے گی قال تعالیٰ لَا يَكُلِفُ اللَّهُ نَفْسًا شَيْئًا مِنْهُ (اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے اللہ ہر کسی کو اس کی طاقت کے مطابق ہی حکم دیتا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔